Iḥyāʾalʿulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021
PP: 152-172

OPEN ACCESS
Iḥyāʾalʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ

(ترتیب از: غلام یحییٰ انجم)

An Overview of Indian Translations and Interpretations of the Holy Quran

(Arranged by: Ghulam Yahya Anjum)

Abu Sufyan Islahi
Prof. Department of Arabic, Aligarh Muslim University, Aligarh
DOI:(https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.132)

Abstract

Holy Quran is the primary source of Islamic sciences. This revealed book has been translated and interpreted in hindered of languages of world. A Quranic Tafsir Attempts to Provide elucidation, explanation, Interpretation context or commentary for clear understanding and conviction of God's will.Principally a tafsir deals with the issue of linguistics,and theology. A huge work has been done in subcontinent as well. Many translations and interpretation has been written in different languages of subcontinent specifically Urdu, Hindi, person, sinsikrat and English too.This article is the critical review of the book ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا تقابلی جائزہ *authored by a prominent scholor Prof Dr Ghulam Yahya Anjum.The book is an Comparetive and analytical study of the different translationsa and interpretation from different schools of thoughts. The review is comprising more then 600 pages. This article highlights the chareteristics and shortcomings of the review written by the author.*

***Key Words :** Quran, Islam, Tafsir, subcontinent, religions*

پروفیسر غلام یحییٰ انجم کے کئی امتیازات ہیں۔ امتیاز اول یہ ہے کہ ادارہ سرسید کے فاضل ہیں۔ اسی فضیلت نے ان کی زندگی میں چار چاند لگایا۔ آپ کی شہرت کا ایک دوسرا سبب یہ ہے کہ مطالعۂ اسلامیات میں اپنا ایک مقام ومرتبہ بنایا۔ مطالعۂ تصوف میں زینہ بہ زینہ بلندی کی طرف چڑھتے گئے۔ تصوف کو پڑھتے

CC BY

اور تصوف پر لکھتے ہوئے حاضر دماغی انتہائی ضروری ہے۔ کیوں کہ تصوف لٹریچر میں بہت سے ایسے خیالات ہیں جن کا قرآنی تصور ''احسان'' سے تصادم ہے۔ قرآن کریم میں احسان کا درجہ اتقاء سے بڑھ کر ہے۔ غلام یحییٰ انجم کا ایک خاص کردار یہ ہے کہ Selfmade ہیں ، دستِ خود دہانِ خود کی علامت ہیں۔ آپ نے اپنی تعلیم کی تکمیل مسائل ومصائب میں رہتے ہوئے کی۔ پی ایچ ڈی کے بعد کئی سالوں تک معیشت کے جھونکوں کو سہتے رہے لیکن پائے ثبات میں وہی استقامت اور تقدیر رزق پر مکمل ایمان واذعان، کیوں کہ اللہ اپنی حکمت کے مطابق رزق کو تقسیم کرتاہے۔اللہ تعالیٰ نے تقسیم رزق کے تعلق سے یہ واضح کردیا کہ:

''اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاء ُ وَیَقْدِرُ''(۱)

اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی کرتا ہے اور گھٹاتا ہے۔

انسان اگر تقسیم رزق کی اس حکمت سے واقف ہوجائے تو بہت سے دنیاوی مسائل میں وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے گا۔ غلام یحییٰ انجم نے تصنیف وتحقیق کے گوشۂ عافیت میں پڑے رہنے کو ترجیح دی اور ہندوپاک کے مصنّفین میں اپنی ایک علمی ساکھ بنائی۔ آپ کے مقالات اور تصانیف اہل علم کے درمیان متداول ہیں۔ 2017ء میں آپ کی ایک تصنیف ''قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ'' کے عنوان سے منظر عام پر آئی۔ اس سے پہلے اسی موضوع پر متعدد کاوشیں آچکی ہیں۔ مثلاً برصغیر میں مطالعۂ قرآن (ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم) اردو تفاسیر (جمیل نقوی) قرآن کریم کے اردو تراجم (ڈاکٹر احمد خاں)، تاریخ ادب اردو (جمیل جالبی) اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ (ڈاکٹر محمدایوب قادری) قرآن کریم کے اردو تراجم (ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین) کتابیات قرآن (ابوسفیان اصلاحی) World bibliography of Translation of the Meaning of the Holy Quran اور قرآنی مضامین کا اشاریہ (ابوسفیان اصلاحی) ایسی تصانیف ہیں جو اس موضوع پر گراں قدر اہمیت کی حامل ہیں۔

کیا ہی مناسب ہوتا کہ اس کتاب میں گزشتہ خدمات کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جاتا اور اس موضوع سے متعلقہ اپنے اضافوں سے قارئین کو باخبر کیا جاتا۔ اسی موضوع پر ڈاکٹر حمیداللہ صاحب کی تصنیف ''القرآن فی کل لسان'' معرکہ آراء علمی جستجو ہے۔ یہ ایک عالمی نوعیت کا کام ہے اگر مرتب کے پیش نظر یہ کاوش ہوتی تو اس ترتیب کا علمی وزن بڑھ جاتا۔ اس معیار کا تحقیقی کارنامہ اب تک منظر عام پر نہیں آیا ہے۔ ڈاکٹر حمیداللہ کی گوناگوں علمی خدمات بالخصوص فرانسیسی زبان میں آپ کا ترجمۂ قرآن اور قرآنیات پر آپ کی دیگر فتوحات ناقابل فراموش ہیں۔(۲)

پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب نے اس باب میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ہم نے اس کی ترتیب میں معروضیت کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ اگر معروضیت اور عدم تعصبیت نہ ہو تو علمی کام دائرۂ شک میں آجاتا ہے۔ علم وفکر کی اساس دلائل پر ہو نہ کہ عقائد اور مذہب ومسلک پر۔ اس کتاب کی ورق گردانی کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پروفیسر غلام یحییٰ انجم نے استعراض واستقراء کو اپنا رفیق کار بنایا۔(۳)اور اپنے باندھے

ہوئے پیمانِ وفا کو پورا کردکھایا۔ کہیں کہیں یہ معروضیت قدرے متاثر ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ مولانا مودودیؒ کی تفہیم القرآن کے ساتھ تحقیقی انصاف کا ثبوت نہیں دیا گیا۔(۴) اسی طرح سرسید اور مولانا حمیدالدین فراہی کی تفاسیر کے ساتھ اعتدال اختیار نہیں کیا گیا۔ پھر بھی بالعموم 604 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں پروفیسر صاحب نے مسلکیت سے اپنے قلم کو بچانے کی کوشش کی ہے جو ایک لائق ستائش اقدام ہے۔ اس کتاب کا دائرہ کار صرف ہندوستان تک محدود ہے۔ اگر کسی پاکستانی مصنف کی تقسیم ہند سے قبل قرآنیات کے تعلق سے خدمات رہی ہیں۔ تو اس کا بھی اس میں احاطہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں قرآن حکیم کی جامعیت، آفاقیت وہمہ گیریت پر پر بھی گفتگو کی گئی ہے اور یہ صراحت کی گئی ہے کہ تمام دنیاوی علوم ومعارف اس میں موجود ہیں۔مرتب کتاب نے استدلال میں مندرجہ آیت کریمہ نقل کی ہے:

”مَا فَرَّطْنَا فِیْ الکِتَابِ مِن شَیْءٍ ثُمَّ إِلٰی رَبِّہِمْ یُحْشَرُوْنَ“(۵)

ہم نے قرآن کریم میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے۔ پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کیے جائیں گے۔

یہاں ”الکتاب“ سے بعض مفسرین کے یہاں ”لوح محفوظ“ مراد ہے جس کی نظم قرآن اجازت نہیں دیتا۔ مرتب کے نزدیک اس سے قرآن کریم مراد ہے جو مناسب ہے۔ مصنف گرامی کا خیال ہے کہ اس میں دنیا کے تمام علوم بالضبط ہیں۔(۶) خیال رہے کہ قرآن کریم ہدایت نامہ ہے۔ ہدایت انسانی کے لیے جن جن مقتضیات کی احتیاج ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس میں کسی طرح کی کمی نہیں چھوڑی۔ ”صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ“ اور ”تذکرۃ للناس“ کا مفہوم یہی ہے۔یہاں اللہ تعالیٰ یہ کہنا چاہتا ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے جن جن دلائل، نزاکتوں اور علامتوں کی ضرورت تھی، انھیں صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ یہ کتاب حکیم فطرتِ انسانی کی ترجمان اور اس کے دل کی آواز ہے، اللہ کا شہ رگ سے قریب ہونے کا مفہوم یہی ہے۔ اس کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ جملہ علوم کا اس میں ذکر ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اس میں علم کی قدروقیمت بیان کی گئی ہے اور علوم وفنون کی کھوج کی تاکید کی گئی ہے۔اسی مفہوم کو سورۃ النمل میں

”وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ہُدًی وَّ رَحْمَۃً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ“(۷)

ہم نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کا شافی بیان ہے، اور ہدایت اور رحمت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے۔

کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔ ایک تو اس کی تفسیر یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ یہ کتاب مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اسے یوں بھی کھولا جاسکتا ہے کہ بیشتر مسائل کی ایک بنیادی ہدایت اس میں موجود ہے۔ اور پیش آمدہ مسائل کے حل انہی احکام پر قیاس کرکے ڈھونڈے جاسکتے ہیں۔ نیز دین اسلام میں اجتہاد واستنباط کی مکمل اجازت ہے اور یہ مستحسن عمل ہے۔ قرآن کریم کائناتی ارتقاء سے اغماض نہیں برتتا۔ ” تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ “ کا مفہوم احسن البیان میں یہ بتایا گیا:

”اور ہر چیز کا مطلب ہے ماضی اور مستقبل کی وہ خبریں جن کا علم ضروری اور مفید رہے۔ اسی طرح حرام و حلال کی تفصیلات اور وہ باتیں جن کے دین ودنیا اور معاش ومعاد کے معاملات میں انسان محتاج ہیں۔قرآن وحدیث دونوں میں واضح کردی گئی ہیں“۔(۸)

پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب نے قرآن کا لفظی مفہوم کیا ہے اس پر مناسب گفتگو کی ہے او ر اوصاف قرآن پر بھی روشنی ڈالی ہے۔(۹) قرآن کریم کے صفاتی ناموں سے قرآن کی عظمتِ وجلالت سامنے آتی ہے۔ مشہور کتاب ”محاضرات قرآنی“ میں پروفیسر محمود غازی نے لفظ قرآن کی تحقیق میں عالمانہ انداز اختیار کیا ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اس کی تلاوت متواتر ہوتی رہتی ہے۔(۱۰)

پروفیسر غلام یحییٰ انجم نے اس کتاب میں تفسیر اور تاویل کو موضوع بحث بنایا ہے۔ اس تناظر میں تفسیر کی لغوی تحقیق پیش کی گئی ہے۔ اگر یہ لغوی تحقیق پیش نظر ہو تو تفسیر قرآن کا مفہوم مکمل طور سے واضح ہوجائے۔ ابن منظور کی ”لسان العرب“ کے حوالے سے پروفیسر صاحب نے یہ وضاحت کی کہ ”تفسیر“ کا لغوی مفہوم بے حجاب کرنا ہے۔(۱۱) گویا الفاظ قرآن اور آیات کریمہ کی ایسی تشریح وتوضیح کی جائے کہ الفاظ وآیات بے حجاب ہوجائیں یعنی تمام تردد وتأمل دور ہوجائیں اور کسی طریقے کا ابہام واشکال باقی نہ رہے۔ تمام شکوک وشبہات کافور ہوجائیں۔ پروفیسر صاحب نے ”البحر المحیط“ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ صراحت کی کہ اگر سواری کا پالان اتار کر اس کی پشت ننگی کی جائے تو اسے تفسیر کہیں گے۔(۱۲) یہی خیال ثعلب نحوی کا بھی ہے۔ گویا مفہوم یہ صادر ہوا کہ آیات کریمہ کی تبیین وتنقیح اس طرح کی جائے کہ آیات کریمہ کے تمام اطراف وابعاد کھل کر سامنے آجائیں۔ کسی طرح کا تذبذب باقی نہ رہے۔ اسی تفسیر کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کو حکم دیا گیا۔

”فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ“(۱۳)

پس تم دیئے گئے احکام کو کھول کھول کر بیان کردو اور مشرکین سے احتراز کرو۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں تفسیر کا لغوی مفہوم پوری طرح موجود ہے۔ اللہ یہ حکم دیتا ہے کہ جو کچھ تمہیں دیا جارہا ہے اسے پھاڑ پھاڑ کر بیان کردو، اس تفسیر وتبیین میں کوئی ریب باقی نہ رہے، شرح وبسط ایسی ہو کہ ذہن میں کسی اضطراب وانتشار کا شائبہ باقی نہ رہے، بلکہ شرح صدر کی کیفیت ہو۔ ”صداع“ ایسے سردرد کو کہتے ہیں کہ جس سے سر پھٹ رہا ہو۔ صداع کو انگریزی میں "Headache" کہتے ہیں۔ اردو میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ استاذ محترم نے آج پھاڑ پھاڑ کر بیان کردیا۔ یعنی طلبہ کی ذہنوں سے تمام خلجان او روسوسوں کو خارج کردیا یعنی اس کی تدریس ان کے لیے طمانیت بخش ثابت ہوئی۔ سورہ الانشراح میں اسی ذہنی سکون اور قلبی سلامتی کا ذکر ہوا ہے۔

یہ بات ناقابل تردید ہے کہ اس کتاب سے مختلف زبانوں میں موجودہ تراجم وتفاسیر سے متعلق

معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ اسی طرح قادیانی مسلک کے پندرہ تراجم وتفاسیر اس میں موضوع بحث ہیں۔ محمد علی لاہوری کا انگریزی ترجمہ خاصا مشہور ہے۔ اس کا ترجمہ "بیان القرآن" کے عنوان سے اردو میں منتقل کیا گیاہے۔[۱۴] یہاں یہ بات لائق ذکر ہے کہ پروفیسر عبدالرحیم قدوائی نے اس ترجمے کا دقت نظر سے جائزہ لیا ہے اور اس کے بہت سے مباحث پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے صراحت کی کہ یہ تحریفِ قرآن میں آتاہے۔ قادیانی تراجم وتفاسیر کے علمی جائزہ کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ لسانی خامیوں سے مملو ہیں کیوں کہ اپنے مسالک کی تائید میں زبان وبیان اور نظم قرآن کی تمام خامیوں کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور بنیادی عقائد کے پاس ولحاظ سے مکمل انحرا ف ہے۔ پروفیسر غلام یحییٰ انجم نے عربی تراجم وتفاسیر کے صفحات اور طباعت کا محض ذکر کیا ہے۔ کیا ہی مناسب ہوتا کہ ان کے مزاج اور بعض انحرافی مضامین کا ذکر کردیا جاتا تو قارئین ان کے انحرافات سے واقف ہوجاتے۔ تمام قادیانی تراجم وتفاسیر تفسیر بالرای کے زمرے میں آتے ہیں۔[۱۵]

اس کتاب میں پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کے انگریزی ترجمۂ قرآن کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس تعلق سے ایک لفظ بھی یہاں تحریر نہیں کیا گیاہے۔ پروفیسر قدوائی صاحب نے یہ ترجمہ غیر مسلمین کے لیے کیا ہے۔ ان کے درمیان خاصا مقبول ہوا ہے۔ اس ترجمہ پر ڈاکٹر محمد حیات عامر حسینی نے ایک طویل مقالہ تحریر کیاہے۔اس مضمون میں اس کے محاسن کو منظر عام پر لانے کی اچھی کوشش کی گئی ہے۔ کیا ہی مناسب ہوتا کہ محمدحیات عامر حسینی کے اس مضمون کا مطالعہ کرلیا جاتا۔[۱۶] ایک قابل صراحت مسئلہ یہ بھی ہے کہ پروفیسر قدوائی کے متعلق پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب نے مزید فرمایا کہ ایک عرصہ تک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ انگریزی میں استاد تھے۔ اکیڈمک اسٹاف کالج سے بھی وابستگی رہی ہے۔ یہاں یہ تحریر کرنا انتہائی ضروری ہے کہ پروفیسر قدوائی اس وقت بھی شعبہ سے وابستہ ہیں۔ اکیڈمک کالج کی سیادت بھی آپ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ کی مزید ذمہ داری یہ ہے کہ پروفیسر خلیق احمد نظامی قرآنی مرکز کے بھی آپ سربراہ ہیں اور آپ کی سربراہی میں ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ ایک بہت فاش غلطی یہاں یہ کی گئی کہ پروفیسر قدوائی کے انگریزی ترجمہ قرآن کو پروفیسر اختر الواسع نے ترتیب دیا ہے جب کہ پروفیسر اختر الواسع نے "مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن" کا اردو میں ترجمہ کیا اور ترتیب دیاہے اور یہی کتاب ۵۱۰۲ء، البلاغ پبلی کیشنز، دہلی سے شائع ہوئی نہ کہ یہ آپ کا انگریزی ترجمہ قرآن۔[۱۷]

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہندی تراجم وتفاسیر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہاں بتانا یہ ہے کہ مولانا محمد فاروق خاں کے ہندی ترجمۂ قرآن کے متعلق اس کتاب میں یہ معلومات فراہم کی گئی کہ 1966ء میں اس کے کچھ حصے شائع ہوچکے ہیں۔[۱۸] لیکن یہاں یہ نہیں بتایا گیاکہ اب مکمل صورت میں یہ ترجمہ شائع ہوچکا ہے اور اس کے کئی ایڈیشن آچکے ہیں۔ صرف چار سطور اس ترجمہ قرآن کے متعلق رقم کی گئی ہیں۔ جس پر انتہائی افسوس کا اظہار کرنا چاہوں گا۔ کیوں کہ یہ وہی ہندی کا ترجمہ ہے جس نے بہت

سے دلوں میں وحدانیت کا پیغام رقم کیا۔ ان کے دلوں سے شرک وکفر کو نکال کر ایمان وایقان سے پُرکیا۔ محمد فاروق خاں پوری ملت اسلامیہ ہند کی جانب سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ خاں صاحب ہندی اور سنسکرت کے بڑے عالم ہیں، ایک مدت سے ایک کمرے تک آپ کی زندگی محدود ہے۔ مطالعہ قرآنیات آپ کا شیوہ حیات ہے۔ مولانا مودودی، مولانا صدر الدین اصلاحی اور محمدفاروق خاں تین ایسے اساطین ہیں جنہوں نے جماعت اسلامی کو اپنی قرآنیات سے مضبوط کیا۔ آخر الذکر کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے کیوں کہ ہندی زبان میں ایسا کوئی سرل انواد نہیں تھا جو برادران وطن کی ذہنیت کو تبدیل کرتا۔ خاں صاحب کی اس کوشش نے بہت سے لوگوں میں قرآن کریم اور دین اسلام کے تعلق سے جو اضطرابات تھے اسے محو کرنے میں کلیدی رول ادا کیا، محمد فاروق خاں نے صرف ہندی ہی کا نہیں بلکہ عربی، اردو اور انگریزی زبانوں میں موجودہ قرآنیات کا خاصا مطالعہ کیا ہے۔ اردو میں قرآنیات کے حوالے سے کافی لکھا گیاہے۔ مولانا فراہی اور مدرسۃ الاصلاح کے فضلاء کی قرآنیات سے متعلق تحریر کا مطالعہ بھی ان کے قرآنی مزاج کا حصہ رہا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ان کے قرآنی رجحان کی تاسیس میں مولانا فراہی کا اساسی کردار رہا ہے۔ جیسا کہ و ہ رقم طراز ہیں:

علامہ حمیدالدین فراہی نے فہم قرآن کے اصولوں اور شرائط میں سے تقریباً سبھی کے بارے میں اظہارِ خیال فرمایا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کی ہے۔ قرآنی مشکلات کو حل کرنے کی علامہ کی کوشش ایک ایسا کارنامہ ہے جس کا اعتراف ہر صاحبِ نظر اور انصاف پسند شخص کرے گا۔ علامہ فراہی نے لوگوں کو قرآن کی صحیح عظمت سے واقف کرانے کی جو سعی بلیغ کی ہے وہ تفاسیر قرآن کی تاریخ میں ایک منفرد اور عظیم کارنامہ ہے۔ لیکن علامہ کی کاوش کی قدروقیمت کو صحیح معنی میں وہی شخص محسوس کرسکتا ہے جو اعلیٰ ذہن رکھتا ہو اور ہر قسم کی عصبیتوں سے پاک ہو، جس کی نگاہ بلند اور جس کا قلب وسیع ہو۔کم ظرف اور بے حوصلہ قسم کے لوگ علامہ کی عظمت کو سمجھنے سے ہمیشہ قاصر رہیں گے۔

علامہ فراہی کو خدا نے بہت سی خوبیوں اور اوصاف سے نوازا تھا۔ ہم یہاں ان کی صرف اس خوبی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حد درجہ حساس واقع ہوئے تھے۔ وہ لطیف اور پاکیزہ ذوق کے حامل تھے۔ ان کی حیثیت ایک ایسے حساس آلہ کی تھی جو فضا کی ہلکی سے ہلکی جنبش اور ہلکی سے ہلکی تھرتھراہٹ کو بھی ریکارڈ کرلیتاہو۔ علامہ کے اس وصف خاص نے اُن پر قرآن کے بعض ایسے گوشے کھولے ہیں جو عام طور پر نگاہوں سے اوجھل ہی رہے ہیں۔ علامہ نے اپنے اس وصف کی بدولت بعض ان دینی حقائق کو سمجھنے میں کامیابی حاصل کی ہے جن کو سمجھنے میں بڑے سے بڑے علماء ناکام دکھائی دیتے ہیں"۔[۱۹]

مولانا فاروق صاحب کے ہندی ترجمہ کی وجہ سے بہت سی ترسیلی خامیوں کا سدباب ہوا جن کے توسط سے قرآن کریم کی غلط تصویر برادرانِ وطن میں پھیلائی جارہی ہے۔ بالخصوص قادیانی عالم شیخ محمدیوسف ایڈیٹر رسالہ "نور" نے اپنے ہندی ترجمہ "قرآن شریف کا ہندی انواد" کے ذریعہ سکھوں اور ہندو بھائیوں

کے اذہان کو مسموم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ شیخ محمد یوسف قادیانی صاحب نے اس ترجمہ کے ذریعہ اللہ کے پیغام کو عباد اللہ تک نہیں پہنچایا بلکہ اس سے اپنے مسلک کی تبلیغ وتشہیر کی ہے جس کی وجہ سے قرآن حکیم کی حقیقی تصویر کی پیش کش میں ایک بڑی تقصیر ہے۔ مطالعۂ قرآن اگر ازم ونظریہ کے ساتھ ہوگا تو اس کے فیوض وبرکات سے انسان محروم رہے گا۔ مطالعہ قرآن خالی الذہن اور معروضیت کا طالب ہے۔ اس کے بعد اس کی تاثیر وتحریک انسان کو نظر آئے گی۔[۲۰]

پروفیسر صاحب نے تفسیر اور تاویل کا مسئلہ بھی اٹھایا ہے۔ اس تعلق سے دو نقطۂ نظر ہیں۔ ایک تو یہ کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایک رائے کے مطابق دونوں کے مابین ایک حد فاصل ہے۔ تاویل کا لغوی مفہوم لوٹانا ہے۔ تاویل الکلام کا مفہوم تشریح عبارت ہے۔ خواب کی تعبیر بیان کرنے کو بھی تاویل سے موسوم کیا جاتا ہے۔[۲۱] مرتب نے اس ضمن میں سید شریف جرجانی کی رائے بھی نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ لفظ کے ظاہری مفہوم سے قطع نظر اس کے متعدد مفاہیم میں سے کسی ایک مفہوم کو اختیار کرنے کا نام تاویل ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مولانا داؤد اکبر اصلاحیؒ نے تاویل آیات کے حوالے سے متعدد مضامین "مولانا داؤداکبر اصلاحیؒ کے قرآنی مقالات" میں تحریر کیے ہیں جن کے مطالعہ سے تاویل کی تعریف کھل کر سامنے آجاتی ہے۔[۲۲] تفسیر وتاویل میں فرق یہ ہے کہ کسی لفظ کے ایک معنی کی تشریح کا مفہوم تفسیر ہے اور کسی لفظ کے بے شمار معانی میں سے دلیل کی بنیاد پر ایک معنی کو ترجیح دینے کا نام تاویل ہے۔[۲۳] مولانا حمیدالدین فراہیؒ کی "التکمیل فی اصول التاویل" اس موضوع پر گراں قدر نوعیت کی کتاب ہے۔ مولانا کے نزدیک تاویل وتفسیر میں کوئی فرق نہیں ہے۔[۲۴]

اس کتاب میں اہم تفاسیر کو بھی موضوع بحث بنایا گیاہے۔ تفاسیر کی ضخامت بھی بیان کی گئی ہے اور ضخامت ایسی کہ جسے پڑھ کر عقل دنگ رہ جائے امام غزالی کی تفسیر "یاقوت التاویل" چالیس جلدوں میں ہے۔ تفسیر ابن نقیب جمال الدین ابوعبداللہ نناوے جلدوں پر مشتمل ہے۔ الادفوی کی تفسیر "الاستغناء فی علوم القرآن" ایک سو بیس جلدوں پر محیط ہے۔ جسے سیوطی نے دیکھا تھا۔ ابوبکر بن عبداللہ نے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی ابتدائی پچاس آیات کی تفسیر تحریر کی تو اس کی ایک سو چالیس جلدیں تیار ہوگئیں۔ امام ابوالحسن اشعری کی تفسیر کی چھ سوجلدیں ہیں۔ یہ تفسیر امام سیوطی کے زمانے تک مصر میں موجود تھی۔ تفسیر علائی شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بخاری ایک ہزار جلدوں پر مبسوط ہے۔ شیخ ابوبکر محمد کی "تفسیر الاستغناء" ایک ہزار جلدوں پر مبنی ہے۔ اسی طرح تفسیر القزوینی تین سو اور تفسیر حدائق بہجۃ کی پانچ سو جلدیں بتائی جاتی ہیں۔ قاضی ابوبکر ابن العربی کی "تفسیر انوار الفجر" کی ۸۰ جلدوں کی روایت ملتی ہے۔ شیخ ابومحمد عبدالوہاب کی تفسیر شیرازی ایک لاکھ اشعار پر مشتمل ہے۔[۲۵] مذکورہ تفاسیر کی جلدوں کی تعداد صرف روایات کی بنیاد پر بیان کی گئی ہے۔ یہ ایک افسانوی انداز ہے اس کا تحلیل وتفتیش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان روایتوں سے اسلامی تاریخ داغ دار ہوتی ہے۔ تاریخ وتحقیق دلائل وشواہد کے بغیر لاطائل ہیں۔ مرتب کے لیے ضروری تھا کہ ان

اساطیری اور طلسماتی جلدوں پر تحقیق گفتگو کی جاتی۔ اگر محققین نے تاریخی تزکیہ کافریضہ انجام نہ دیا تو تاریخ ہمیں اضحوکہ والعوبہ سے زیادہ درجہ نہ دے گی۔ امام احمد رضا قادری اپنی کتاب "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" میں رقم طراز ہیں کہ "ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفاہیم ہیں اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں تو ستر اونٹ قرآن کریم کی تفسیر سے بھردوں تو ایسا کردوں گا اور علامہ ابراہیم کی شرح بردہ کی ابتدا میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفاہیم ہیں اور جو مفاہیم باقی رہے وہ بہت زائد ہیں او ران کے الفاظ اثر امیر المومنین میں یہ ہیں کہ اگر میں چاہوں تو تفسیر فاتحہ سے ستر اونٹ بھردوں"۔[۲۶]

مذکورہ سطور پر توقف کے ساتھ غور کیا جائے تو اس سے قرآن کریم کی عظمت، حجت اور قطعیت متاثر ہوتی ہے۔ اگر ایک آیت کریمہ کے ساٹھ ہزار مفاہیم ہیں تو یہ تذکرہ اور کتاب ہدایت نہیں بلکہ شاعری کی کتاب ہے۔ ایک طرح سے اللہ پر الزام ہے کہ وہ اپنی بات کو ایک مفہوم تک متعین نہ کرکے مختلف معانی ومطالب سے ملتزم کرتاہے تو ایسی کتاب کو فصل الخطاب کیسے کہا جاسکتا ہے؟قرآن کے اس تعارف سے قرآن کی شبیہ بگڑتی ہے۔ نظم قرآن کی رو سے آیت کا صرف ایک مفہوم ہوتاہے۔ تفسیر وتاویل سے دو تین مفاہیم بھی منظر عام پر آجاتے ہیں لیکن ایک آیت کریمہ کے ساٹھ ہزار مفاہیم بتاکر ہم دنیائے استشراق کی نظر میں ایک طرفہ تماشہ بن جاتے ہیں۔ کتاب الٰہی بازیچۂ اطفال نہیں بلکہ حکمتوں پر مبنی ہے۔ اسرائیلیات نے ہمیں ظلمتوں کے سپرد کردیا ہے۔ اس سے ہمیں بچنے کی شدید ضرورت ہے۔ ورنہ ہم قرآن کریم کی اس معنویت کہ

"اِنَّ ہٰذَا الْقُرْاٰنَ یَہْدِیْ لِلَّتِیْ ہِیَ اَقْوَمُ"[۲۷]

بیشک یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔

کوکھودیں گے۔ مذکورہ خیالات اور تہہ بہ تہہ جلدوں والی تفاسیرسے "اقوم" کا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ اقوم کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک ہی راستہ "صراط مستقیم" ہے اس کا پگڈنڈیوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ایک آیت کا ایک ہی مفہوم ہے اس کا دفتر معانی سے کوئی علاقہ نہیں۔"اِقوم" در اصل "خطوات الشیطان" کی ضد ہے۔

پروفیسر غلام یحییٰ انجم نے صوفیہ کی تفاسیر پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک تونظری صوفیہ کی تفاسیر اور دوسرے اشاراتی تفسیر۔ نظری صوفیہ کے ذہن میں جو خیالات پروان چڑھتے ہیں وہ انھیں قرآن کریم پر محمول کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ان کے علاوہ آیات کریمہ کے دیگر مفاہیم ممکن نہیں۔ صوفیہ کی اشاراتی تفاسیر مقدمات پر محمول نہیں ہوتیں بلکہ روحانی ریاضات و مجاہدات کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ عبادت کے دوران ایک صوفی پر جو خیالات منکشف ہوتے ہیں اور غیب سے جو معارف وحقائق ان پر القا ہوتے ہیں۔ ان کی روشنی میں وہ قرآن کی تفسیر کرتے ہیں۔[۲۸] مذکورہ خیالات سے مترشح

ہے کہ صوفی کسی ماخذ یا اصول تفسیر سے بے نیاز ہوتاہے۔ ان کے یہاں ذاتی خیالات، ذوقی رجحانات اور ریاضات ومجاہدات کا نام تفسیر ہے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ ایک آیت کا ایک ہی مفہوم ہوتاہے نہ کہ ظاہری اور باطنی۔قرآن کریم نے اپنی آیات کے متعلق خود کہہ دیا ہے کہ

" الٓرٰ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ " (۲۹)

الر.یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات محکم کی گئیں پھر حکیم، خبیر کی جانب سے صاف صاف بیان کی گئیں۔

اس میں دو لفظ اِحکام اور تفصیل آئے ہوئے ہیں جن سے یہی تاثر ابھرتا ہے کہ آیات کا بواطن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ "بواطن" کا بکھیڑا صوفیائے کرام کا اُٹھایا ہواہے اور اس کا علم محض صاحبانِ طریقت کو حاصل ہے، تصوف کا "علم لدنی" تو علم نبوت پر تفوق کا حامل ہے لیکن قرآن کریم سب کے لیے یکساں ہے۔ محفلِ قرآن میں تفکر قرآن کی رو سے سب برابر ہیں۔ بواطن کی نفی قرآن کریم نے یوں کردی ہےذٰلک الکتٰب لاریبَ فِیہِ کہہ کر تمام علامتی ریاضتوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ مولانا آزاد نے ترجمان القرآن کے مقدمہ میں متصوفانہ تفسیر کو تفسیر بالرای قرار دیا ہے۔(۳۰)

سرسیداحمد خاں کی تفسیر ابتداء سے سورۃ النمل تک ہے۔ سرسید قانون فطرت کی آنکھ سے دیکھتے تھے جس کی وجہ سے معجزات زد میں آئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا وجود تشکیک کی نذر ہوا۔ جنت وجہنم کو علامتی رنگ دیا گیا۔ آیت کریمہ "لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا" کا مفہوم ان کے دستِ فراست میں نہ آسکا۔ مولانا فراہی نے سرسید کے اس مفہوم سے کلیاً عدم اتفاقیت کا ثبوت دیا۔ تفسیر سرسید کے ان نقائص کی تردید عین اسلام ہے۔ لیکن یہ بات بھی خوش آئند ہے کہ سرسید کی تفسیر خالصتاً تدبر قرآن پر محمول ہے۔ انھوں نے متقدمین کی تفاسیر کا مطالعہ کیا لیکن ان کے خیالات میں خود کو محصور کرنا انھیں ہرگز گوارا نہ تھا۔ بلکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ترجمۂ قرآن کے بعد تفسیر احمدیہ ہے جس نے جمود کو توڑا۔ تفکر قرآن کی قدروقیمت کو ابھارا۔ اور تفاسیر سے تفسیر بنانے کے طرز کو ترک کیا۔ سرسید نے جہاں بہت سی احادیث کو لائق اعتناء تصور نہیں کیا وہیں احادیث سے استفادے کے اصول بھی بتائے۔ ہماری تفاسیر موضوع روایات سے مملو ہیں۔ ان کے متعلق فکر مند ہونایا ان کا تحلیلی جائزہ لینا ختم ہوگیا تھا۔ سرسید نے احادیث کے نصوص پر توجہ دینا سکھایا۔ سرسید کی تفسیر نے ذہن جدید کو تشکیک سے تحفظ فراہم کیا۔ تفسیر سرسید کا تحلیلی مطالعہ کیا جائے۔ اس کے نقائص کے ساتھ اس کے محاسن کا بھی تذکرہ نہ کیا جائے تو ناانصافی ہے۔ اس کتاب میں تفسیر سرسید کے متعلق تمام تاثرات مبنی برحق ہیں لیکن محاسن سے اغماض برتاگیاہے۔(۳۱)

اس کتاب میں مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی تفسیر "تدبر قرآن" پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہاں یہ صراحت ضروری ہے کہ یہ تفسیر پاکستان میں ترتیب دی گئی۔ مرتب نے یہ تحریر کیا کہ اس میں متحدہ ہندوستان کی تفاسیر یا تقسیم ہند کی بعد صرف ہندوستانی مفسرین کی تفاسیر شامل ہیں۔ نہ جانے کس بنیاد پر یہ

تفسیر شامل کتاب ہے۔ مرتب کتاب نے "قرآن مجید کی تفسیریں" کے حوالے سے بتایا کہ تدبر قرآن میں تفسیری روایات سے قطع نظر مولانا نے اپنے مجتہدانہ ذوق کی بنیاد پر اس تفسیر کو ترتیب دیا ہے۔[۳۲] تدبر قرآن کا مطالعہ کرنے والا یہ تو کہہ سکتا ہے کہ تفسیر آیات کے سلسلے میں مولانا نے اپنی تفسیری بصیرت سے کام لیا ہے جسے تدبر قرآن بھی کہا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم نے بار بار تفکر وتدبر کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ لیکن یہ قطعی طور پر حقیقت کے برعکس ہے کہ مولانا نے تفسیری روایات سے بے اعتنائی برتی ہے۔ جناب محمد نعمان علی نے اشاریہ تفسیر تدبر قرآن میں یہ دکھایا ہے کہ تدبر قرآن میں جابجا احادیث سے استنباط کیا گیاہے۔ حافظ محمد صلاح الدین اپنی کتاب میں اسی موضوع کو لے کر طنز وتعریض کے تمام حدود پار کرگئے ہیں۔ اور مولانا کو منکرین حدیث کی صف میں لاکھڑا کیاہے۔[۳۳] مولانا غلام رسول سعیدی نے یہ بات مناسب کہی ہے کہ فہم قرآن کے لیے تدبر قرآن میں جاہلی ادب کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ تدبر قرآن میں احادیث، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور متقدمین کی تفسیروں کا بالکل ذکر نہیں کرتے۔ یہ تمام خیالات بے بنیاد ہیں۔ تدبر قرآن کے مقدمہ میں مولانا نے حدیث کو دوسرا ماخذ تسلیم کیاہے۔[۳۴] ہاں یہ بات سچ ہے کہ مولانا اصلاحی تفاسیر کو بنیاد نہیں بناتے، کیوں کہ یہ منہج تدبر قرآن کے برعکس ہے۔ تفاسیر کے مطالعہ میں مولانا نے عرق ریزی کی ہے۔ ان کی مدلل آراء سے استفادہ بھی کیا ہے۔ ان کے آراء کو تدبر قرآن میں جگہ بھی دی گئی ہے، لیکن یہ تقلید اعمی سے ہٹ کر ہے۔ یہ اعتراف بھی ضروری ہے کہ تدبر قرآن میں مولانا سے غلطیاں بھی ہوئی ہیں جس کی طرف مولانا جلیل احسن ندوی نے "تدبر قرآن پر ایک نظر" میں اشارہ کیاہے۔[۳۵] پروفیسر الطاف اعظمی نے بھی "میزان القرآن" میں مولانا کے بہت سے تسامحات کو طشت ازبام کیاہے۔

پروفیسر صاحب نے ترجمان القرآن کا اچھا مطالعہ کیاہے۔ اس کے محاسن کے ساتھ اس کے بہت سے تفردات پر بھی اظہار خیال کیاہے۔ مثلاً ہندوستانی تہذیب کی رعایت میں انھوں نے یہ تک کہہ دیا کہ تمام ادیان سچے ہیں۔[۳۶] اسی طرح انھوں نے مشہور فلسفی ارنسٹ ہیکل کا اس درجہ تتبع کیا کہ قرآن کا عمومی بیان ایک خاص عصری تعبیر کی حدود میں مقید ہوتا ہوانظر آتاہے۔[۳۷] ذوالقرنین کے حوالے سے مولانا آزاد کی تحقیق فکر انگیز ہے۔ ذوالقرنین کے باب میں سلف کا خیال ہے کہ وہ نبی تھے۔ اس کا انتساب حافظ ابن کثیر سے جوڑاگیاہے۔ مولانا یوسف بنوری نے اس کی تردید کی ہے اور بتایا کہ ذوالقرنین عادل بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا۔ مولانا آزاد کا ایک تفرد یہ ہے کہ ایمان بالرسل ضروری نہیں ہے بلکہ ایمان باللہ اور ایمان باآخر ت ہی کافی ہے۔[۳۸] اسی طرح مولانا کے نزدیک اصحاب کہف کا دوسرا نام اصحاب الرقیم بھی ہے۔ مولانا کے نزدیک رقیم ایک شہر کا نام ہے۔[۳۹] ترجمان القرآن کے تعارف میں معتدل اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔جو مرتب کے ذہنی اعتدال کا عکاس ہے۔

اس کتاب میں مولانا سید سلیمان ندوی کی تفسیر "تفسیر القرآن بالقرآن" کا ذکر کیاگیاہے۔ بالعموم اہل

علم مولانا کی اس تفسیر سے ناواقف ہیں۔ صاحب کتاب نے سید صاحب کا سوانحی خاکہ ایک صفحہ میں پیش کیا ہے لیکن اس تفسیر کے متعلق صرف دو سطر پر اکتفا کیاگیاہے۔ یہ تفسیر بالاقساط ماہنامہ "البعث الاسلامی' میں شائع ہوتی رہی ہے۔ "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ انہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین"کی تفسیر کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔[۴۰] ضرورت تھی کہ اس کا تعارف تفصیل سے پیش کیا جاتا۔مرتب نے "تفسیر ماجدی" کا بھی تعارف پیش کیاہے۔انھوں نے مندرجہ آیات کریمہ کا ترجمہ نقل کیاہے:

"وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ"[۴۱]

محمدتوبس ایک رسول ہیں۔

"اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شٰہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا "[۴۲]

ہم نے آپ کو صرف شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے۔

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ"[۴۳]

آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمھارا جیسا بشر ہوں میرے پاس تو بس وحی آتی ہے کہ تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

مذکورہ آیات کریمہ کی روشنی میں صاحب کتاب کا خیال ہے کہ "مولوی دریابادی کہ ترجمے میں بھی نبی پاک علیہ الصلوٰۃ کی تعظیم وتوقیر کا التزام کم ہے۔ اسی کا اظہار انھوں نے اپنے پیش رووں کی طرح ترجمہ قرآن میں کیا ہے"۔[۴۴] جو ناقص العلم کو مذکورہ تراجم میں کسی طرح کی بے توقیری نظر نہیں آتی۔ صاحب کتاب نے دلیل دینے سے انحراف کیاہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک مومن کے نزدیک آپ ﷺ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ومرغوب ہیں لیکن اللہ نہیں ہیں۔ عبد اللہ ہیں۔ مخلوق ہیں، بشر ہوتے ہوئے رسول ہیں اورفطرت انسانی کے مطابق آپﷺ کی زندگی تمام ہوئی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر مظہری پر مرتب نے اپنے خیالات قلم بند کیے ہیں۔ اس تفسیر کی ایک خصوصیت متصوفانہ طرز تفسیر ہے۔ اس میں حضرت مجدد الف ثانی کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ تفسیر مجددی فکر کی ایک نمائندہ تفسیر ہے۔مفسر نے سورہ جمعہ کی آیت کریمہ

"وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ"[۴۵]

اور دوسروں کے لیے بھی انہی میں سے جواب تک ان سے نہیں۔

اور سورہ الضحیٰ کی آیت کریمہ "واما بنعمۃ ربک فحدث" کے ضمن میں حضرت مجدد الف ثانی کے مقام ومرتبہ کی توصیف کی ہے۔ آیت میں "آخرین" نکرہ آیا ہوا ہے اس لیے اس کے ساتھ کسی کو مخصوص کرنا مناسب نہیں ہے۔ رہی دوسری آیت سورۃ الضحیٰ کی تو اس کا تعلق صرف اللہ کے رسول ﷺ سے ہے۔ سورۃ الضحیٰ کا پورا اطلاق نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہے۔ اس سے مجدد الف ثانی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔آیات کریمہ کی بطونی یا متصوفانہ تفسیر کرنا تفسیر بالرای کے مترادف ہے۔[۴۶]

اس کتاب میں "تفہیم القرآن" کو بھی موضوع بحث بنایا گیاہے۔ اس تعلق سے مولانا مودودی کو جدت پسند مفسر قررا دیا گیاہے۔ اور وہ قرآن وسنت کو اپنی جدت پسندی کے بل پر سمجھانا چاہتے ہیں خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے۔ قرآن وسنت اگر ان کی عقل وفہم کے مطابق ہے تو اسے قبول کرتے ہیں ورنہ اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ یہ الزام دلائل کی روشنی میں قابل قبول نہیں ہے۔ مرتب نے یہ خیال بھی صادر کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ بھی آپ کی تنقیدات سے بچ نہیں سکے ہیں۔ خلافت وملوکیت میں تاریخ کے حوالے سے صحابہ کرامؓ پر اپنے خیالات کا اظہار کیاہے۔ وہ بھی شواہد کی روشنی میں کمزور ہے۔ مولانا مودودی پر ایک الزام یہ بھی عائد کیا گیا کہ دین وسنت کے قدیم ذخائر کو تفہیم دین کے لیے ضروری تصور نہیں کرتے۔[۴۷] مرتب نے "تفہیمات" سے حوالہ دیا ہے:

"قرآن وسنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے مگر قرآن وحدیث کے پُرانے ذخیرے سے نہیں"۔[۴۸]

یہ بات لائق تنقید نہیں، کیوں کہ وہ تمام لٹریچر جو قرآن وحدیث کی تشریحات میں تیار کیے گئے ہیں ان سے اتفاق کرنا ضروری نہیں ہے۔ ابن خلدون، مسکویہ، ابن رشد، امام رازی، امام طبری، شاہ ولی اللہ، سرسید، مولانا فراہی، احمد رضا خاں، مولانا امین احسن اصلاحی اور مولانا وحیدالدین خاں اورجاوید احمد غامدی ہمارے لیے قابل احترام ہیں۔ لیکن ان کے خیالات سے مکمل ہم آہنگی ممکن نہیں۔ قرآن وسنت کے علاوہ تمام کاوشیں لائق غور ہیں۔ مولانا مودودی کا یہ خیال بھی درست ہے کہ کسی حدیث کو سند کی بنیاد پر لائق اعتبار نہیں گردانا جاسکتابلکہ متنِ حدیث کا دیکھنا ضروری ہے کہ کہیں قرآن کریم سے تعارض تو نہیں ہے۔ یہاں تفہیم القرآن کے اس پہلو پر ستائش کی گئی ہے۔ اس میں میادین جنگ اور مختلف مقامات کے نقشے دیئے گئے ہیں جس سے تفہیم وتفسیر میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اردو میں سب سے پہلے شخص سرسیداحمد خاں ہیں جنھوں نے خطبات احمدیہ میں میادین جنگ کے نقشے دیئے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمدحمیداللہؒ نے اس پہلو کو اپنی تصانیف میں ابھارا ہے۔ بہر کیف مولانا مودودیؒ سے اختلاف کی گنجائش ہے لیکن یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اسلام کو معاصر اسلوب میں پیش کرنے کا جو کارنامہ مودودی نے انجام دیا ہے وہ فقید المثال ہے۔ نئ نسل کی اسلامی تربیت کرنے میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انھوں نے تقلیدی روایت پر ضرب کاری لگائی ہے۔ مولانا مودودی اور مولانا وحیدالدین خاں نے اردو زبان وادب کی اسلوبیاتی آرائش میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان تمام آثار واقدار کے باوجود مندرجہ کلمات موزوں نہیں ہیں۔

"سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تفہیم القرآن چھ جلدوں پر محیط ہے۔ اس تفسیر میں بعض مقامات پر مقام نبوت کا ادب واحترام نہیں کیا گیا ہے۔ اور ایک امتی کو اپنے نبی سے جو عقیدت ومحبت ہوتی ہے اس کا مصنف اس سے محروم ہے۔یہ وہابی عقائد کی ترجمان ہے"۔[۴۹]

مولانا غلام رسول سعیدی کے یہ کلمات امت مسلمہ میں دراڑ ڈالنے کا کام انجام دے رہے ہیں۔

وہابیت کا شوشہ بے بنیاد ہے بلکہ یہ مستشرقین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے تاکہ "بنیان مرصوص" میں نقب لگائی جائے۔ اس وقت ملت اسلامیہ کو اتحاد کی ضرورت ہے اور ایک ایسی زبان اور ایک ایسے لٹریچر کی احتیاج ہے جو ہماری فرقہ بندیوں کے لیے ناسور ہو۔

پروفیسر غلام یحییٰ انجم صاحب نے چودھری غلام احمد پرویز کی تفسیر "معارف القرآن" کا تعارف علمی انداز میں کرایا ہے۔ اس مختصر تعارف سے چودھری صاحب کی ذہنیت اور فکری کجروی کا اندازہ ہوتا ہے۔ معارف القرآن نہ صرف تفسیر بالرای ہے بلکہ تدبر قرآن کے خلاف ایک محاذ آرائی اور جنگ ہے۔ مضامین قرآن پیش کرنے کا اپنا ایک ذاتی نہج ہے جو سراسر دین اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی ہے۔ چودھری صاحب کی ان فکری تقصیرات کا جواب مولانا اختر احسن اصلاحی نے مجلّہ 'الاصلاح" میں مدلل اسلوب میں دیا ہے۔[۵۰] پروفیسر صاحب کا یہ خیال درست ہے کہ یہ ترجمہ دراصل ترجمانی سے بڑھ کر ایک نئی چیز اور قرآن کریم کے خلاف نئی جسارت ہے۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں "طائر" آیا ہوا ہے۔ اس سے انھوں نے کبوتر مراد لیا ہے جو جنگی مقاصد کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔[۵۱] اور "ہدہد" سے انسان مراد ہے۔[۵۲] اس زمانے میں پرندوں کے نام انسانوں کے نام پر رکھے جاتے تھے۔ اسی طرح "نمل"سے ان کے نزدیک قبیلے کا نام ہے۔[۵۳] چودھری غلام احمد پرویز نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کے واقعہ سے صریح انکار کیاہے۔[۵۴] لفظ آدم کی مندرجہ کلمات میں تصریح کی ہے:

"آدم "آدمہ" سے بنا ہے جس کے معنی ہیں مل جل کر رہنا۔ قرآن میں جو آدم سے متعلق قصہ بیان ہوا ہے وہ کسی فرد یا کسی جوڑے کی داستان نہیں وہ خود آدمی کی سرگزشت ہے جسے تمثیلی انداز میں بیان کیا گیاہے"۔[۵۵]

اس طرح کے تصورات انتہائی خطرناک ہیں، لیکن یہاں یہ صراحت ناگزیر ہے کہ اس طرح کے اعتراضات پر شور وشغف کے بجائے متانت اور علمی استناد کا راستہ اختیار کیا جائے۔ اور کتابِ مبین تک خود کو محدود رکھا جائے۔ صاحب متن کو ہدف ملامت بنانے سے گریز کیا جائے۔ غلام احمد پرویز کی شخصیت کو مجروح کرنے کا قصد کرنا غیر دانشورانہ نہج ہے۔

پروفیسر غلام یحییٰ انجم نے اس کتاب میں مولانا فراہی کا کئی مقامات پر ذکر کیاہے۔ اور آپ کی تدریسی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے علی گڑھ، الہ آباد، اور حیدرآباد کا ذکر کیا ہے لیکن کراچی کا نام آنے سے رہ گیا ہے۔ سندھ کالج کراچی میں بھی آپ نے تدریسی فریضہ انجام دیا ہے۔ اسی اثناء میں آپ نے سورہ اخلاص کی تفسیر اردو زبان میں تحریر کی۔ یہ صراحت بھی نامناسب نہ ہوگی کہ ان دنوں سندھ کالج کے بیش تر اساتذہ کرام علیگ ہوا کرتے تھے۔ اس کی تفصیل "ذکر فراہی" میں موجود ہے۔ مولانا فراہی سے متعلقہ یہ تحقیق الزرکلی کی "الاعلام" سے ماخوذ ہے۔ جب کہ مولانا پر کافی مواد اردو، عربی اور انگریزی میں آچکاہے۔ ڈاکٹر اورنگ زیب اعظمی کے عربی مجلّہ "الہند" کی پانچ جلدوں میں مولانا فراہی کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات

پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہاں پر مولانا کی نامکمل فہرست تصانیف بھی پیش کی گئی ہے۔ مآخذ میں کتابیات فراہی کا ذکر ہے۔ اگر اسے دیکھا جاتا تو مکمل فہرست سے قارئین استفادہ کرتے۔ حیرت اس بات کی ہے کہ "الاعلام" کی غلط فہمی کا اعادہ یہاں بھی کیا گیا کہ مولانا مدرسۃ الاصلاح کے بانی ہیں۔(۵۶) "ذکر فراہی" میں ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی اور مولانا عبدالرحمٰن پرواز اصلاحی نے اپنے مقالہ میں یہ صراحت کردی ہے کہ مدرسۃ الاصلاح کے بانی مولانا محمد شفیع ہیں جو اقبال سہیل کے استاذ تھے اور پروفیسر خلیل الرحمٰن اعظمی مرحوم کے والد محترم۔ ایک صراحت مزید ناگزیر ہے کہ مولانا فراہی کے تفسیری اجزاء "نظام القرآن" میں شامل ہیں۔ اس مجموعہ سے قبل یہ علاحدہ علاحدہ شائع ہوئے۔ لیکن مرتب کتاب نے نظام القرآن کے ساتھ چند اجزاء کا بھی مختلف مقامات پر ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے ترتیب میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اس طرح کی مزید تکرارات بھی اس میں موجود ہیں۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ "ہندوستانی مفسرین اور ان کی تفسیریں" کے حوالے سے مولانا فراہی کی معرکہ آراء کتاب "مفردات القرآن" کا بھی ذکر کیاہے۔ اس کتاب میں اس کا ذکر بے جوڑ سا لگتا ہے کیوں کہ اس کا تفاسیر وتراجم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔(۵۷) اس میں قرآنی الفاظ کی تحقیق وتشریح کی گئی ہے۔ مفردات کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کی تنہا کتاب ہے۔ اس کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ نظم قرآن کی روشنی میں قرآنی کلمات کی معانی طے کیے گئے ہیں۔ استاذ محترم مولانا محمد اجمل ایوب اصلاحی نے اسے ایڈٹ کرکے مزید لائق استفادہ بنادیاہے۔ تحقیق الفاظ کے باب میں مزید شواہد پیش کردیئے ہیں۔ تحقیق شدہ نسخے میں مزید الفاظ مولانا فراہی کی دیگر تصانیف سے شامل کیے گئے ہیں۔ "ہندوستانی مفسرین اور ان کی تفسیریں" کے حوالے سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۷۷ ایسے قرآنی الفاظ کا مولانا فراہی نے انتخاب کیاہے۔ جن کی توضیحات ان کے نزدیک ٹھیک نہیں ہے۔(۵۸) پروفیسر سالم قدوائی کا یہ خیال درست نہیں ہے، ایسی کوئی بات مفردات القرآن میں نہیں ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ بعض الفاظ مثلاً الآلاء، امت اور الشوی وغیرہ میں انھیں ضرور استثنائیت حاصل ہے۔ یہ کتاب دنیائے قرآنیات میں ایک بلند مرتبے کی حامل ہے۔ لیکن اس کا تراجم وتفاسیر سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔

مرتب کتاب نے سرسید کے ترجمہ قرآن پر روشنی ڈالنے کے لیے علاحدہ عنوان قائم کیا ہے۔ لیکن ترجمہ قرآن پر کچھ کہنے کے برعکس یہاں ان تمام مباحث کا اعادہ کیا ہے جو انھوں نے ان کی تفسیر کے متعلق باتیں کہی ہیں یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ مرتب نے تفاسیر وتراجم کے خصائص ونقائص کی تقدیم میں تمام تر انحصار دوسروں کے آراء پر کیا ہے۔ زیادہ تر مآخذ ومصادر پر اعتماد کرتے ہوئے خیالات پیش کیے گئے ہیں۔ مرتب کے خود اپنے ذاتی تصورات بہت ہی کم ہیں۔ مرتب نے اسی ضمن میں مولوی عبدالحق حقانی کے تاثرات پیش کیے ہیں جو منفیات پر مبنی ہیں۔ یہ بات صریحاً غلط ہے کہ سرسید کا ترجمۂ قرآن شاہ عبدالقادر کے ترجمۂ قرآن کا قدرے تبدیلی کے ساتھ تتبع ہے۔(۵۹) اور یہ بات بھی دلیل سے ہٹ کر ہے کہ تفسیر

سرسید در اصل تحریف قرآنی ہے۔ غالباً یہاں تفسیر بالرای اور تحریف میں فرق کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ حقانی صاحب کا تفسیر سرسید پر اظہار خیال یک طرفہ اور خالصتاً تاثراتی ہے ان کے اظہاریئے کے مطابق تفسیر سرسید محض مجموعۂ اغلاط ہے۔ خاکسار کا خیال ہے کہ تفسیر سرسید میں فاش غلطیاں ہیں لیکن اس کے محاسن بھی کم نہیں ہیں۔

اس کتاب میں مولانا سید علی نقی نقوی کے ترجمہ قرآن مع حواشی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ بتایاگیا کہ یہ سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ سات جلدیں دراصل ان کی تفسیر بعنوان"فصل الخطاب" کی ہیں جس میں ترجمہ قرآن بھی شامل ہے۔ یہ تفسیر مکمل صورت میں کراچی سے شائع ہوچکی۔ اس کی طباعت کی تمام ذمہ داریاں سیدمرحوم اکبر علی رضوی نے ادا کیں۔ راقم نے اس پر ایک مقالہ بھی تحریر کیاہے۔[۶۰] مرتب کتاب نے "راہِ اسلام قرآنی علوم ومعارف نمبر نئی دہلی، ص۳۰۲) کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ "ایک روایت کے مطابق یہ تفسیر مکمل ہوچکی ہے اور اس کی تین جلدیں سری نگر کشمیر سے شائع ہوچکی ہیں اور باقی طباعت کے مراحل میں ہیں"۔[۶۱]اس تفسیر کے متعلق اس لاعلمی کا اظہار لائق تاسف ہے۔ اس تفسیر کی سات جلدیں علی گڑھ میں موجود ہیں۔

پروفیسر غلام یحییٰ انجم کی یہ کاوش اہل علم خصوصاً اربابِ قرآنیات کے لیے لائق توجہ ہوگی۔ آئندہ اشاعت میں اس کا ضرور اہتمام کیا جائے کہ حوالے اندر سے نکال کر معاصرانداز میں دیئے جائیں۔ اس سے کتاب کی افادیت بڑھ جائے گی۔ ایک درخواست یہ ہے کہ اہل علم کے آراء کو قطعیت کا درجہ نہ دیا جائے بلکہ تفاسیر وتراجم کو براہ راست دیکھ کر اپنی آراء پیش کی جائیں۔ یہاں براہ راست تبصرہ کے بجائے دوسروں کے تبصروں پر انحصار کیا گیا ہے۔ مختلف حیثیتوں سے اس میں تکرار ہے۔ مثلًا ایک ہی تفسیر کا دو دوبار ذکر ہوا۔اقتباسات میں توارد بار بار نظر آیا اگر ان اعادات کو منہا کردیا جائے تو اس کی ضخامت میں تخفیف ہوسکتی ہے۔ پروفیسر غلام یحییٰ انجم کے علمی مجہودات اہل علم کے مابین متداول ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کی لائق تحسین یہ قرآنی کاوش بھی قدرومنزلت کی نگاہ سے ملاحظہ کی جائے گی۔ ہمیں توقع ہے کہ اشاعت ثانی میں اسے مزید بہتر بتانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس میں بہت سے تراجم وتفاسیر شامل نہیں ہیں۔ اس حیثیت سے اس پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر مجلات کے اشاریے پیش نظر ہوتے تو اس میں مفید اضافے کیے جاسکتے تھے۔ بہر کیف پروفیسر غلام یحییٰ انجم کا یہ کام قرآنیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ضرور معاون ثابت ہوگا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] سورۃالرعد: 13/26

Al Quran: 13, 26

[2] وضاحت کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر محمد حمیداللہ کی قرآنی خدمات، ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی، معارف اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ۲/۲، ۳/۱، جولائی ۲۰۰۳ء تا جون ۲۰۰۴ء، ص: ۱-۲۶۔

Dr Muhammad Hameed Ullah ki Qurani Khidmat, Dr Abu Sufyan Islahi, Muarif Islami, .Allama Iqbal Open University, Islamabad,v1,p26

[3] قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر، غلام یحییٰ انجم، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۱۷ء، ص:x۔

QURAN MAJEED KA Hidustani tarajim wa tafaseer,Ghulam Yahya anjum,Publisher, qomi council baray Faroog urdu nai dehli, 2017,P N

[4] وضاحت کے لیے دیکھیے: ایضاً، ص: ۲۵۰-۲۵۲۔

Ibd:Page 250:252

[5] سورۃالانعام: 6/38۔

Al Quran:6:38

[6] ایضاً، ص: ۸۶-۹۸۔

Ibid:86,98

[7] سورۃالنحل: 16/89۔

Al Quran:1689

[8] احسن البیان، تفسیر از حافظ صلاح الدین یوسف، دارالسلام، ریاض، (بدون تاریخ)، ص:۶۶۴۔

Ahsan ul bayan, Tafseer Hafiz Salahudin yousaf,Publisher Darul salam,Riaz,P664

[9] ایضاً، ص: ۶۷-۷۲۔

Ibid:67,72

[10] وضاحت کے لیے دیکھیے: محاضرات قرآنی-ایک جائزہ، ابوسفیان اصلاحی، کتاب حکمت، پروفیسر ابوسفیان اصلاحی، (ترتیب پرویز عالم)، سائنٹفک ریسرچ اکیڈمی، تیوڑہ، مظفرنگر، ۸۱۰۲ء، ص: ۲۴۴-۲۸۰۔

Muhazrat Qurani ak Jaiza,Abu sufyan Islahi, Publisher Scientefic Reasearch Academy,P244-280

[11] لسان العرب، ابن منظور، دار صادر بیروت، الطبعۃ الرابعۃ، ۲۰۰۵ء، المجلد الحادی عشر، ص:۱۸۰، ماہ ف س د۔

Lisan ul Arab,Ibn Manzoor,Pubilsher, Dar Sadir Bairoot,V11,P180

[12] البحر المحیط، ابوحیان الاندلسی، دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۸۳ء، المجلد الاول، ص: ۱۳۔

AlbahrulMuheet, Abu Hayan indolasi,Publisher Darul Fikr Bairoot,V1 P13

[13] سورۃالحجر:15/94۔

Al Quran:15,94

[14] قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۵۴۵۔

Quran majeed ka Hindustani Tarajim wa tafaseer ka Ijmali Jaiza,P545

[15] وضاحت کے لیے دیکھیے: پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کی تصنیف "مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن"، پروفیسر ابوسفیان اصلاحی، دانش راہ ہیں (نذر پروفیسر عبدالرحیم قدوائی)، (مرتب: محمد حارث بن منصور)، براؤن بک پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۷ء، ص:۸۹-۱۲۰، قادیانی تراجم وتفاسیر کی فتنہ سامانیوں کے لیے دیکھیے: عبدالرحیم قدوائی کے قرآنی مطالعات، ڈاکٹر عبدالقادر چوغلے(مترجم و مرتب: ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی)، احسن سلسلہ مطالعات قرآنی، جنوبی افریقہ، ۲۰۱۹ء، (براؤن بک پبلی کیشنز، نئی دہلی-۳۲، ص: ۱۲۰-۱۲۲۔

Ahsan Sisla Mutaliat Qurani,Publisher, Brown Books,New Dahli,P 120-122

[16] پروفیسر عبدالرحیم قدوائی: بحیثیت مترجم: ڈاکٹر حیات عامر حسینی (دانش راہ ہیں)، ص: ۱۳۹-۱۵۴۔

i: mutrajim: Dr hayat amir husaini PProfessor abdur raheem qadwa:139-154

[17] وضاحت کے لیے دیکھیے: پروفیسر عبدالرحیم کی تصنیف"مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن"، ص:۸۹-۱۲۰۔

Professor abdur raheem ki tasneef"Mustashraqeen or angrezi trajim Quran" P:89-120

[18] قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۵۷۲۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P572

[19] حساس نگاہی اور علامہ فراہی، مولانا محمد فاروق خاں، علامہ حمیدالدین فراہی-حیات وافکار، دائرہ حمیدیہ، مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر اعظم گڑھ، ۱۹۹۲ء، ص: ۱۳۵-۱۴۸۔

Hasas Nigahi or Allama Farahi,Molana Muhammad Farooq Khan,Allaama Hameedu din Farahi Hayat o Afkar,Publisher Daira Hamidia,P135-148

[20] وضاحت کے لیے دیکھیے: قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۵۶۸-۵۷۴۔

tafseer Quran kareem ki hindustani tarajim o ka Ijmali Jaiza, P568-574

[۲۱] وضاحت کے لیے دیکھیے: قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۱۱۶-۱۱۷۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P116-117

[۲۲] مولانا داؤد اکبر اصلاحی کے قرآنی مقالات، کو ان کے نواسے ڈاکٹر محمد عارف عمری نے جمع کیا ہے۔

Molana Dawood Akbar Islahi ka Qurani Maqalat

[۲۳] قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۱۱۶-۱۱۷۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P116-117

[۲۴] "التکمیل فی اصول التاویل" کی اہمیت جاننے کے لیے دیکھیے: تفسیر بالرای اور تفسیر ماثور کے بارے میں امام فراہی کا نقطہ نظر، مولانا نسیم ظہیر اصلاحی، علامہ حمیدالدین فراہی: حیات وافکار، دائرہ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح، سرائے میر، اعظم گڑھ، ۱۹۹۲ء، ص: ۳۲۶-۳۴۶۔

Al takmeel Fi usool taweel,Molana Naseem Zaheer islahi, Allama Hameedudin Farahi,Hayat o Afkar,Publisher, Daira HamediaP326-346

[۲۵] وضاحت کے لیے دیکھیے: قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۱۳۳-۱۴۳۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P133-143

[۲۶] الدولة المكية بالمادة الغيبية، ص:۲۸۱، بحوالہ قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۱۳۴-۱۳۵۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka ijmali ka Ijmali Jaiza, P134-135

[۲۷] سورۃ بنی اسرائیل: 17/9۔

Al Quran:17,9

[۲۸] وضاحت کے لیے دیکھیے: قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۱۴۶-۱۴۷۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P146-147

[۲۹] سورۃ ہود: 11/1۔

Al Quran:11,1

[۳۰] ترجمان القرآن، ابوالکلام آزاد، ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی، ساتویں بار، ۲۰۱۰ء، جلد اول، ص: ۴۵۔

tarjuman al Quran, Abu al kalam azad sahtia academy, new delhi,P45

[۳۱] وضاحت کے لیے دیکھیے: قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۱۵۹- ۱۶۰۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P159-160

[۳۲] قرآن مجید کی تفسیریں، ص: ۳۷۷، بحوالہ قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص:۱۸۸۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P188

[۳۳] وضاحت کے لیے دیکھیے: مولانا امین احسن اصلاحی: اپنی حدیثی وتفسیری نظریات کی روشنی میں، حافظ صلاح الدین یوسف، المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر، کراچی، ۲۰۱۸ء، ص: ۴۰-۴۷۔

Molana, Ameen Ahsan Islahi,Apni Haeesi or Tafseeri Nazriat ki Roshni Main,Hafiz salahudin,Publisher,Almadina Islamic Reasearch Center,Karachi,P40

[۳۴] تدبرقرآن، امین احسن اصلاحی، تاج کمپنی، دہلی، بار اول، ۱۹۹۷، ج۱، ص: ۳۰۔

Tadabar Quran,Ameen Ahsan Islahi,Taj Company Dehli,Publisher,Taj Company,Dehli,V1 P30

[۳۵] تدبر قرآن پر ایک نظر، مولانا جلیل احسن ندوی، ترتیب وتعلیق مولانا نعیم الدین اصلاحی، ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح، بلریاگنج، اعظم گڑھ، ۲۰۰۶ء۔

Tadabar Quran per Ak nazar,Molana Jalil Ahsan Nadvi,Molana Naeem udin Islahi,Publisher Idaratul islah,

[۳۶] ترجمان القرآن، ۱/۲۱۳۔

Tarjuman ul Quran:V1,P213

[۳۷] ترجمان القرآن، ۲/۵۴۰۔

Tarjuman ul Quran:V2,P540

[۳۸] قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کااجمالی جائزہ، ص: ۱۹۵۔

eem ki hindustani tarajim o tafseerQuran kar ka Ijmali Jaiza, P195

[۳۹] ایضاً، ص: ۱۹۵۔

Ibid :195

[۴۰] البعث الاسلامی، ستمبر ۲۰۱۳ء، ص: ۹۳، بحوالہ قرآن کریم تراجم وتفاسیر کااجمالی جائزہ، ص: ۲۲۳۔

Albh sul Islami, Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P223

[۴۱] سورۃآل عمران:3/144۔

Al Quran: 3:144

[۴۲] سورۃالفتح:48/8۔

Al Quran: 8,48

[۴۳] سورۃالکہف:18/110۔

Al Quran:18,110

[۴۴] قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۲۳۳۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P233

[۴۵] سورۃالجمعہ: 62/3۔

Al Quran:62,3

[۴۶] وضاحت کے لیے دیکھیے: ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزاد، ساہتیہ اکادمی، نئی دہلی، پہلی بار، ۱۹۶۴ء، ۴۵/۱-۴۷۔

Tarjumanul Quran, Molana Abdul Kalam Azad,Sahitia Academy,New dehli,P45

[۴۷] وضاحت کے لیے دیکھیے: قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۲۵۰-۲۵۲۔

Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P250

[۴۸] تفہیمات، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، ص: ۱۱۴۔

Tafheemat,syed abul Moododi,P11

[۴۹] تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی، ۳۳۱/۱، بحوالہ قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ، ص: ۲۵۱-۲۵۲۔

Tibyan ul Quran,Gulam Rasool Saeedi, Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P251

[۵۰] قرآنی مقالات، مرتب اشتیاق احمد ظلی، ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ، طبع ثانی ۲۱۰۲ء، ص:۲۲۱-۲۴۶۔

Qurani Maqalat,Ishtiaq Ahmed Ahmed Zili,Publisher,Idara Uloom-ul-Quran,P221-246

[۵۱] مفہوم القرآن، چودھری غلام احمد پرویز، ادارہ طلوع اسلام، گلبرگ، لاہور، بدون تاریخ، ۱۳۰/۱۔

Mafhoom-ul-quran,Ch Ghulam Ahmed Pervaiz,publisher,Toloh Islam,Gulbarg Lahore,v,1P,130

[۵۲] مفہوم القرآن، ۸۶۵/۲۔

Mafhoom -ul-Quran:V2,P865

[۵۳] مفہوم القرآن، ۸۶۴/۲۔

Mafhoom -ul-Quran:V2,P864

[۵۴] مفہوم القرآن، ۱۳/۱۔

Mafhoom -ul-Quran:V2,P865

[۵۵] تبویب القرآن، جلد اول،ص:۴۲، بحوالہ قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کا اجمالی جائزہ،ص:۲۹۰۔

Tabvi bul Quran,V1,P42, uran kareem ki hindustani tarajim o tafseerQ ka Ijmali Jaiza, P290

[۵۶] الاعلام، ۲۲۹/۸، بحوالہ قرآن کریم کے ہندوستانی تراجم وتفاسیر کااجمالی جائزہ، ص: ۳۱۹۔

Alahlam, Quran kareem ki hindustani tarajim o tafseer ka Ijmali Jaiza, P319

[۵۷] ایضاً، ص:۳۵۸-۳۵۹۔

Ibid:P359-385

[۵۸] ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص: ۳۰۳۔

Hinustani Mufasirin or un ki Arbi Tafseeran:p303

[۵۹] تفسیر فتح المنان، مولوی عبدالحق حقانی، ۱۵۲/۱۔

Tafseer,fathul manan,Molvi Abdul Haq Haqani,V1,P ,152

[۶۰] مقدمہ تفسیر فصل الخطاب تنقیدی تجزیہ، ابوسفیان اصلاحی، مشمولہ کتاب تدبر، پبلی کیشن ڈویژن، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ ۲۰۱۶ء، ص: ۱۶۳-۲۱۲۔

Muqadma tafseer Faslul Khitab Tanqidi Tazia, Abu sufyan Islahi,Mashmoola, Kitab Tadabur, Publisher, Ali Garh Muslim Unversity,P163

[۶۱] ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، ص: ۴۹۴۔

Hindustani Mufasireen or un ki Arabi Tafseerin,P494